ڈاکٹر اسرار احمد

وَمَالِیَ

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہِ الکریم
اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿ وَمَالِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○ ءَ أَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُونِ ○ إِنِّي إِذًا لَّفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ○ ﴾ (یٰسین : ۲۲ تا ۲۴)

قرآن مجید کا ۲۳واں پارہ "وَمَالِیَ" کے نام سے موسوم ہے اور اس میں اولاً اکثر حصہ سورۂ یٰسین کا شامل ہے یعنی باسٹھ آیات۔ پھر سورۃ الصافات اور سورۂ ص مکمل شامل ہے اور آخر میں سورۃ الزمر کی اکتیس آیات۔

سورۂ یٰسین کو نبی اکرم ﷺ نے قرآن حکیم کا دل قرار دیا ہے۔ اس کی قطعی اور حتمی بنیاد تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کے علم میں ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس سورۂ مبارکہ کو پڑھتے ہوئے اس کے "ردھم" میں ایک خاص کیفیت کا احساس ہوتا ہے جو ایک دھڑکتے ہوئے دل سے بہت مشابہ ہے۔ اس سورۂ مبارکہ میں توحید' معاد اور رسالت کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ دو اہم سائنسی حقائق کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ مثلاً ایک علم فلکیات سے متعلق کہ سورج اور چاند کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ﴿ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَّسْبَحُونَ ﴾ (یٰسین : ۴۰) یعنی یہ تمام اجرام سماویہ اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں اور ان کی گردش کسی تیرنے والے سے بہت مشابہت رکھتی ہے۔ اسی طرح علم حیاتیات کی ایک اہم حقیقت بیان فرمادی ہے کہ ﴿ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ﴾ (یٰسین : ۶۸) ایک خاص عمر کے بعد جب عمر میں اضافہ ہوتا ہے تو جسم میں تخریبی عمل بڑھتا جاتا ہے اور تعمیری عمل کم ہوتا چلا جاتا ہے' یہاں تک کہ ایک وقت وہ بھی آتا ہے ﴿ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا ﴾ (النحل :۷۰) کہ بڑے بڑے ذہین و فطین لوگ بھی عمر کی ایک حد پر آکر گویا اپنے اس تمام علم اور ذہانت و متانت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

سورۃ الصافات اور سورۂ ص' ان دونوں میں سورۂ مریم اور سورۃ الانبیاء کے مانند انبیائے کرام کا ذکر ہے' اور یہ ذکر یہاں بھی حضرات انبیاء کرام کی شخصی عظمتوں اور ان کے کردار کی رفعتوں کے اعتبار سے آیا ہے۔ چنانچہ سورۃ الصافات میں حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر کے بعد تفصیل کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس حجت کا ذکر ہوا جو انہوں نے اپنی قوم پر ان کی بُت پرستی کے خلاف قائم کی۔ یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت جس قوم میں ہوئی' اس میں تین قسم کے شرک موجود تھے۔ ستارہ پرستی بھی تھی' بُت پرستی بھی تھی اور شہ پرستی بھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور پرستش کی ان تینوں اقسام پر بڑی کاری ضرب لگائی۔ ستارہ پرستی پر انہوں نے جو ضرب لگائی اس کا بیان سورۃ الانعام میں ہے۔ شاہ پرستی پر جو ضرب لگائی اس کا بیان سورۃ البقرہ میں ہے' اور ان کی بُت پرستی پر جو کاری وار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا اس کا ذکر سورۃ الانبیاء کے علاوہ سورۃ الصافات میں بھی ہے کہ ایک بڑی پوجا کے موقع پر جبکہ شہر کی تقریباً تمام آبادی کہیں باہر چلی گئی تھی' حضرت ابراہیم علیہ السلام کسی عذر کی وجہ سے شہر ہی میں مقیم رہے۔ بعد میں موقع پا کر آپؑ ان کے بڑے بُت خانے میں گھس گئے اور تمام بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا' سوائے سب سے بڑے بُت کے۔ اور وہ تیشہ کہ جس سے آپؑ نے تمام بتوں کو توڑا تھا اُس بڑے بُت کی گردن میں حمائل کر دیا۔ جب لوگ واپس آئے تو ایک تہلکہ مچ گیا۔ لوگوں نے اس بارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پُرسش کی تو آپؑ نے فرمایا کہ اس بڑے سے پوچھو جس کی گردن میں یہ تیشہ بھی لٹکا ہوا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا تھا کہ تم جانتے ہو کہ یہ نہ تو بول سکتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں۔ اب یہ موقع تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ انہوں نے فرمایا "تُف ہے تم پر کہ تم ان کو پوجتے ہو جو نہ اپنی مدافعت کر سکیں' نہ سن سکیں' نہ بول سکیں"۔ قوم کے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ ایک مرتبہ تو خاموش ہو گئی' لیکن پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تشدد کرنے پر آمادہ ہو گئی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے آخری دَور کا وہ واقعہ بھی اس سورۂ مبارکہ میں نقل ہوا ہے جو ان کے امتحانات میں سے سب سے کڑا اور سب سے آخری امتحان تھا۔ لگ بھگ ستاسی برس کی عمر میں اللہ سے دعائیں کر کر کے حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسا بیٹا حاصل ہوا' لیکن جب وہ بیٹا تیرہ برس کا ہوا اور باپ کے ساتھ بھاگ دوڑ کے قابل ہوا تو اللہ کا حکم ہوا کہ اس

بیٹے کو ہمارے نام پر ذبح کر دو۔ چنانچہ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بھی نقل ہوئی : ﴿ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ ﴾ (الصافات : ۱۰۰) ''پروردگار، مجھے ایک بیٹا عطا کر جو صالحوں میں سے ہو'' ـــــ ﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ○ ﴾ (آیت ۱۰۱) ''پس ہم نے انہیں ایک صاحبِ حلم بیٹے کی بشارت دی'' ﴿ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ﴾ (آیت ۱۰۲) ''پھر جب وہ ان کے ساتھ بھاگ دوڑ کے قابل ہوا تو انہوں نے کہا کہ اے میرے بچے، میں تو خواب میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچو کہ تمہاری رائے کیا ہے؟'' اس سعادت مند بیٹے کا جواب تھا : ﴿ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○ ﴾ (آیت ۱۰۲) ''ابا جان کر گزریئے جس کا حکم آپ کو ہوا ہے، آپ ان شاء اللہ مجھے صابروں میں سے پائیں گے''۔ ﴿ فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ ﴾ (آیات ۱۰۳ تا ۱۰۶) ''اور جب باپ بیٹا دونوں اللہ کے حکم کی تعمیل پر آمادہ ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل گرا دیا تو اُس وقت ہم نے ندا دی : اے ابراہیم! تم نے اپنے خواب کو سچا کر دیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک بہت بڑا امتحان ہے''۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کا امتحان لیا جا رہا ہو اس کی کامیابی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ خود ممتحن یہ کہے کہ یہ امتحان واقعی بڑا کڑا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندگی بھر جن امتحانات سے دوچار رہے اور جن سے کامیابی سے گزرتے رہے ان میں سے یہ آخری امتحان واقعتاً بڑا سخت تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیاب قرار دیا۔

سورۂ ص کا آغاز ﴿ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ○ ﴾ کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ ''قسم ہے قرآن کی جو ذکر و موعظت اور نصیحت کا حامل ہے''۔ اس لئے کہ یہ قرآن مجید کی خود اپنی حقانیت اور صداقت پر بھی سب سے بڑی دلیل ہے اور نبی اکرم ﷺ کی بھی سب سے بڑی برہان ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کے آخر میں وہ مضمون دوبارہ آیا جو اس سے پہلے چودھویں پارہ میں سورۃ الحجر میں آ چکا ہے ـــــ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی عظمت کی اصل بنیاد یہ ہے کہ ان کے خاکی جسد میں روحِ ربانی پھونکی گئی : ﴿ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ○ ﴾ (ص : ۷۲)

آخر میں سورۃ الزمر کا آغاز ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ سورۂ مبارکہ قرآن مجید کی

نہایت عظیم سورتوں میں شمار کئے جانے کے قابل ہے اور یہ بڑی جامع تمہید ہے اُن سات سورتوں کے لئے جو اس کے بعد آتی ہیں اور جن کا آغاز ہوتا ہے "حٰمٓ" کے حروف مقطعات سے۔ اس سورۂ مبارکہ کا مرکزی مضمون خدائے واحد کی اطاعت ہے' یعنی اطاعت کامل' ایسی اطاعت کہ جس میں کسی طرح کا کوئی کھوٹ شامل نہ ہو۔ چنانچہ اس کا آغاز ہی ان الفاظ سے ہوتا ہے : ﴿ اِنَّا اَنۡزَلۡنَا اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ﴾ (الزمر : ۲) "اے نبیؐ ہم نے یہ کتاب (قرآن مجید) آپ پر حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے' پس بندگی' پرستش اور اطاعت کرو اللہ کی' اپنی کُل اطاعت کو صرف اس کے لئے خالص کرتے ہوئے"۔ آگے فرمایا : ﴿ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ﴾ (آیت ۳) "آگاہ ہو جاؤ اطاعت تو کُل کی کُل اور خالصتاً اللہ کے لئے ہے"۔ مزید فرمایا : ﴿ قُلۡ اِنِّیۡۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ؁ ﴾ (آیت ۱۱) "اے نبیؐ اعلان کر دیجئے مجھے تو اپنے رب کی طرف سے اس کا حکم ملا ہے کہ میں اس کی بندگی اور پرستش کروں اور اطاعت کروں کل کی کل اطاعت کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے"۔ اس لئے کہ یہی درحقیقت دین اسلام کا اصل تقاضا ہے' یہی درحقیقت عبادت کا اصل تقاضا ہے' یہی وہ توحیدِ عملی ہے کہ جس کی دعوت کے لئے تمام انبیاء کرام تشریف لاتے رہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

بقیہ : حکم وعبر

سیکنڈل کا الزام درست ہے تو پھر یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ ان کا کردار "چور بنے ہیں چوکیدار" کا مظہر بن چکا ہے۔ ضروری ہے کہ میاں نواز شریف کے قریبی ساتھیوں کا طرزِ عمل بھی پوری طرح شفاف ہو۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(مرتب : نعیم اختر عدنان)

❋ ❋ ❋